



تاریخی، صحافتی یا تحقیقی مقاصد کے لیے گواہی ریکارڈ کرنا

سوال: کیا تاریخی، صحافتی یا تحقیقی مقاصد کے لیے گواہی کو ریکارڈ کرنا اور محفوظ کرنا جائز ہے؟ نیز یہ بتائیں کہ اس گواہی میں تعدد شہادت، تواریخ شہرت عام کا کوئی اصول لاگو ہوتا ہے؟

مستفتی: قحار احمد
اسلام آباد

الجواب وبالله التوفیق

گواہی لغت میں یقینی طور پر خبر دینے کا نام ہے اور شریعت کی اصطلاح میں گواہی "قاضی کی مجلس میں لفظ شہادت کے ساتھ حق بات کے اثبات کے لیے سچی خبر دینے" کا نام ہے، اس کے علاوہ مختلف مواقع پر تاریخی، صحافتی یا تحقیقی مقاصد کے لیے واقعے کی تصدیق کے لیے جو پوچھ گچھ ہوتی ہے اسے شرعی طور پر شہادت نہیں کہا جاسکتا اس وجہ سے اس میں شرعی گواہی کی شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں، چنانچہ اس میں مجلس عدالت ہونا، مخصوص گواہوں کا مخصوص عدد میں ہونا یا عادل ہونا شرط نہیں، بلکہ کسی تاریخی واقعے کی تحقیق حال کے لیے کسی ایک معتبر شخص یا کئی اشخاص کے خبر دینے پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

لہذا تاریخی، صحافتی یا تحقیقی مقاصد کے لیے گواہی کو ریکارڈ کرنا ایک جائز عمل ہے بشرطیکہ اس میں غیر شرعی مقاصد کارفرمانہ ہوں، نیز یہاں تعدد شہادت، تواریخ شہرت عام کا کوئی اصول متعین طور پر لاگو نہیں ہوگا، بلکہ کسی واقعے کی تحقیق حال کے لیے ایک معتبر شخص سے بھی معلوم کر کے اس کو ریکارڈ کیا جاسکتا ہے اور لوگوں کے درمیان متواتر مشہور رائے سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

والشہادة لغة، إخبار قاطع، وفي عرف أهل الشرع إخبار صدق لإثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القضاء فتخرج شهادة الزور فليست شهادة. (فتح القدير للكمال بن الهمام، كتاب الشهادات، ج: 7، ص: 364)
وإن كان لا يشترط لفظ الشهادة في الإفادات الواقعة لمجرد استكشاف الحال كاستشهاد أهل الخبرة فإنها ليست بشهادة شرعية وإنما هي من قبيل الأخبار. (مجلة الأحكام العدلية، الباب الأول في حق الشهادة، الفصل الثاني في بيان كيفية أداء الشهادة، ص: 341)

ولهما أنه ليس في معنى الشهادة ولهذا لا يشترط فيه لفظة الشهادة ومجلس القضاء، واشترط العدد أمر حكمي في الشهادة فلا يتعداها... فصل: وما يتحمله الشاهد على ضربين: أحدهما: ما يثبت حكمه بنفسه مثل البيع والإقرار والغصب والقتل وحكم الحاكم، فإذا سمع ذلك الشاهد أو رآه وسعه أن يشهد به وإن لم يشهد عليه "لأنه علم ما هو الموجب بنفسه وهو الركن في إطلاق الأداء. قال الله تعالى: {إلا من شهد بالحق وهم يعلمون} [الزخرف: 86] وقال النبي عليه الصلاة والسلام: "إذا علمت مثل الشمس فاشهد وإلا فعد." (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الشهادات، فصل: وما يتحمله الشاهد على ضربين، ج: 3، ص: 119)



تاریخ اجراء:

فتویٰ نمبر:

سلسلہ وار نمبر:

ولہذا لا یشترط فی معنی الشهادة ولهذا لا یشترط فیہ لفظة الشهادة ومجلس القضاء، واشترط العدد أمر حکمی فی الشهادة فلا یتعداها. (الهدایة فی شرح بداية المبتدی، کتاب الشهادات، مراتب الشهادات، ج: 3، ص: 119)

وإنما یجوز للشاهد أن یشهد بالاشتهار وذلك بالتواتر أو بإخبار من یتق به کما قال فی الکتاب... وقیل فی الموت یتکفی بإخبار واحد أو واحدة لأنه قلما یشاهد غیر الواحد إذ الإنسان یبایه ویکرهه فیکون فی اشتراط العدد بعض الحرج... ومن کان فی یدہ شیء سوی العبد والأمة وسعک أن تشهد أنه له "لأن الید أقصى ما یتبدل به علی الملک إذ هی مرجع الدلالة فی الأسباب کلها فیکتفی بہا. (الهدایة فی شرح بداية المبتدی، کتاب الشهادات، مراتب الشهادات، فصل: وما یحملة الشاهد علی ضربین الخ، ج: 3، ص: 120)

المادة (1734) - (کما لا یشترط لفظ الشهادة فی التواتر كذلك لا تتحرى العدالة بناء علیہ لا حاجة إلى تزکیة المخبرین). فلذلك إذا طعن المشهود علیہ المخبرین بالفسق وعدم العدالة فلا یتبرع طعنه سواء کان المخبرون مسلمین أو غیر مسلمین حتی لو أن جمعا غیر محصور من رعايا دولة أجنبية أخبروا عن وفاة ملیکهم فیحصل لنا علم یقین بذلك (التلویح) سواء أکان أولئك المخبرون عدولا أم فساقا. إلا أنه إذا کان المخبرون عدولا فیحصل علم یقین بعدد قليل منهم أما إذا کانوا فساقا فیحجب عدد کثیر لحصول العلم (کشف الأسرار). (درر الحکام فی شرح مجلة الأحکام، الکتاب الخامس عشر البينات والتحلیف، الباب الأول فی حق الشهادة، الفصل الثامن فی حق التواتر، المادة: 1734، ج: 4، ص: 473)

الجواب صحیح
نحو السؤال
الحکم سہل کلاص
تاریخ تیزنگہ الاذانیہ
پشاور

الجواب صحیح
محمد حمزہ
۴ ربیع الاول
۱۴۳۵ھ

کتبہ: محمد ابو بکر 76
شریک تخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعہ عثمانیہ پشاور